احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 20 شمارہ 8 رجب ۱۴۲۷ھ اگست 2006ء

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی (قدس سرہ العزیز)

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

چیف ایڈیٹر: علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر: محمد سلیم دانش

ڈپٹی ایڈیٹر: محمد یوسف

حسن ترتیب

www.minhaj.info Info@minhaj.info

مجلس مشاورت

ڈاکٹر رحیق احمد عباسی

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

ڈاکٹر محمد شاہد محمود

شاہد لطیف، داؤد حسین مشہدی

نجم الثاقب، سید فرحت حسین شاہ

انچارج پرنٹنگ: شوکت علی قادری

گرافکس: محمد الیاس القادری، محمد اکرم قادری

ترسیل مینجر: محمد سلیم اعوان

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم

عکاسی: قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 15 روپے

سالانہ زرتعاون: 150 روپے

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01-39، حبیب بینک منہاج القرآن برانچ 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان فون UAN: 111-140-140 فیکس 5168184

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ اور افریقہ 15 امریکی ڈالر سالانہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ در ریاستہائے متحدہ امریکہ 20 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

طابع: میاں منظر احمد، ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، ادارہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

سوا تیرے، سوا تیرے، سوا تیرے، سوا تیرے
پکاروں، یا خدا! کس کو پریشانی کے عالم میں
رکھے گا کون میری مفلسی کا پھر بھرم، مولا!
دلاسہ کون دے گا بیکسوں کو شامِ پرنم میں

مسائل کے گھنے جنگل میں تنہا کب سے ہوں، مولا!
تحفظ کی ردا سر سے ہواؤں نے اٹھالی ہے
سہارا دے، سہارا دے، سہارا دے، سہارا دے
الٰہی! ضبط کی دیوار اب گرنے ہی والی ہے

مرے معبود! تنہا تو نہیں ہوں سجدہ ریزی میں
ہجومِ آرزو تشنہ لبوں پر ساتھ لایا ہوں
قلم کے ان گنت آنسو دعا کے پیرہن میں ہیں
میں حرفِ التجا بن کر تری چوکھٹ پہ آیا ہوں

مقفل روشنی کردی گئی ہے میری بستی میں
یہ منظر کیسا منظر ہے، دکھائی کچھ نہیں دیتا
مرے اندر سے پھوٹے چاندنی نعتِ پیمبرؐ کی
اندھیری رات ہے یارب! سجھائی کچھ نہیں دیتا

(ریاض حسین چودھری)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ کون ہے جسے نہیں الفت حضورؐ سے
ایماں کی ہے اساس محبت حضورؐ سے
ہے ذکر آنحضورؐ ہی وجہِ سکونِ دل
اس کے طفیل مل گئی رحمت حضورؐ سے
سرکار دو جہاںؐ پہ مرے جان و دل نثار
ہے جان سے بھی عزیز یہ نسبت حضورؐ سے
اس پر مدارِ دنیا و عقبیٰ ہے سر بہ سر
ارزانی ہوگئی جو عنایت حضورؐ سے
کھودے گا وہ ایمان کا گنجِ گراں بہا
رکھے جو اپنے دل میں کدورت حضورؐ سے
لاریب اس کی عاقبت برباد ہوگئی
کی جس نے اختیار عداوت حضورؐ سے
دہلیز مصطفیٰؐ پہ جبین جس نے کی ہے خم
پائے گا دو جہاں میں وہ رفعت حضورؐ سے
کیا حال زار اپنا کسی کو سنائیں ہم
کرنی ہمیں ہے عرضِ حقیقت حضورؐ سے
اک محشر صغریٰ بپا اسلامیوں میں ہے
پوشیدہ تو نہیں یہ قیامت حضورؐ سے
کشمیر اور عراق و فلسطین ہیں جاں بہ لب
فریاد ہے سراپا یہ امت حضورؐ سے
افغان اور چیچن پہ بھی ٹوٹیں قیامتیں
نوحہ کناں ہے آج یہ ملت حضورؐ سے
رحمت کا سایہ حشر میں مجھے بھی ہو نصیب
مجھ کو ملے یہ صلۂ مدحت حضورؐ سے
نیّر ہیں دونوں لازم و ملزوم یک دگر
ہے موجبِ قربِ خدا قربت حضورؐ سے

(ضیاء نیّر)

امت مسلمہ کیلئے مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے شناسائی کا اظہار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و وجدانی خطاب
ترتیب وتدوین: محمد یوسف (منہاجین)

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ. (بنی اسرائیل: ۱)

''وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے (محبوب اور مقرب) بندے کو مسجد حرام سے (اس) مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد ونواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندہ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے''۔

سفرِ معراج کا بیان کا آغاز لفظ سُبۡحٰن سے کیوں کیا؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سفر معراج کو لفظ سُبۡحٰن کے آغاز کے ساتھ بیان کیا کہ ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے محبوب اور مقرب بندے کو سفر معراج پر لے گئی'' عربی زبان اور محاورہ عرب میں جب کوئی بات سُبۡحٰنَ سے شروع کی جائے تو اس سے مراد ایک طرح کی قسم لیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی حضور ﷺ کے معجزہ معراج کا ذکر اپنی بزرگی، برتری اور شان صمدیت کی قسم کھا کر کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کو ''سبحن الذی'' سے سفر معراج کو بیان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اللہ کے کلام میں کسی مسلمان کو تو شک و شبہ ہو نہیں سکتا اور کفار و منکرین پر اللہ کے قسم کھانے یا نہ کھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پہلی حکمت۔۔۔ معراج النبی ﷺ عالم بیداری کا واقعہ: اس کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ معراج ایک عظیم اور نادر الوجود معجزہ ہے۔ اللہ نے اس واقعہ کو اپنی بزرگی کے اظہار کے ساتھ شروع کر کے معترضین کے اس اعتراض کو رد کیا ہے کہ واقعہ معراج حالتِ خواب میں رونما ہوا نہ کہ حالتِ بیداری میں۔ اگر معراج، حالت خواب میں ہوتا تو رب کریم کبھی اس کا ذکر قسم کھا کر نہ کرتا، قسم کھا کر واقعہ معراج کو بیان کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ یہ معراج نبی کریم ﷺ کو حالت خواب میں نہیں بلکہ عالم بیداری میں ہوئی تھی۔ اگر اس واقعہ کا تعلق خواب سے ہوتا تو عالم بالا، عرش الٰہی، جنت و دوزخ، فرشتوں، جبرائیل اور آسمانوں کی زیارتیں، انبیاء اور اولیاء کو اکثر عالم خواب میں ہوتی رہتی ہیں اس صورت میں معراج اتنا عجیب اور عظیم واقعہ نہ ہوتا کہ جس کو قسم کھا کر بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ پس ''سبحن الذی'' سے اس سفر معراج کے بیان کا شروع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معراج عالم خواب کا واقعہ نہیں بلکہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔

دوسری حکمت۔۔۔معراج النبی ﷺ اظہارِ قدرت: معراج ایک معجزہ ہے اور معجزہ اس واقعہ کو کہتے ہیں جس کو سمجھنے اور ماننے سے عقل عاجز آجائے کیونکہ وہ خلاف عادت، خلاف طریقہ، خلاف ضابطہ ہوتا ہے۔ عقل جن امور کو سمجھنے کی عادی ہوتی ہے معجزہ اس عادت کے خلاف واقع ہوتا ہے، عقل اس کو نہ سمجھ سکتی ہے اور نہ ہی مان سکتی ہے۔ جس کو عقل آسانی سے مان لے اور سمجھ لے وہ معجزہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جس نے بھی امت محمدی ﷺ میں معراج کو معجزہ بھی مان لیا اور اس کو خواب کے ساتھ متعلق بھی کیا تو اس کی اس بات کی اندر کوئی تطبیق نہیں اس لئے کہ ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ معراج کو معجزہ مان کر اس کو خواب کہنا یا منامی معراج کہنا۔۔۔ ان دونوں میں ایک واضح تضاد ہے۔ اگر خواب ہے تو معجزہ نہیں اور اگر معجزہ ہے تو خواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سبحن الذی سے بیان کا آغاز کرکے واضح کردیا کہ واقعہ معراج اظہار عادت نہیں بلکہ اظہار قدرت ہے اور یہ عقل میں عادتاً سمجھ آنے والا نہیں بلکہ عقل کو عاجز کردینے والا ہے۔ پس لفظ ''سبحن'' اس کے معجزہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

تیسری حکمت۔۔۔معراج النبی ﷺ کا جھٹلانا، عظمت خدا کا انکار: تیسری حکمت لفظ سبحن سے بیان کرتے نے کی یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر معراج کو بیان کیا تو کفار نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور کہنے لگے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے آسمان اور فوق السموات جاسکے۔ یہ سارا ایک رات میں ممکن نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے اعتراض کرنے والو میرے نبی نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ ''میں گیا'' بلکہ یہ تو میں کہہ رہا ہوں کہ سبحن الذی اسری ''میں لے گیا'' مصطفیٰ ﷺ نے تو دعویٰ کیا ہی نہیں، دعویٰ تو اللہ کررہا ہے کہ میں لے گیا۔ پس معراج مصطفیٰ ﷺ کا عالم بیداری میں ہونے کا انکار کرنے والے اصل میں دعویٰ مصطفیٰ نہیں بلکہ دعویٰ خدا کو جھٹلا رہے ہیں۔ پس جو مصطفیٰ ﷺ کے بیداری میں معراج کا انکار کررہا ہے وہ انکار مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ انکار خدا کررہا ہے۔ یہ اللہ کی مصطفیٰ ﷺ سے محبت ہے کہ اس نے نبی کو دشمنوں کے طعنے سے بچانے کے لئے ایک طرف کردیا اور خود اپنی ذات کو آگے کردیا کہ ''میں لے گیا'' اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے تو میری طاقت اور قدرت کا انکار کرے۔ پس عالم بیداری میں معراج کا انکار کرنا عظمت مصطفیٰ ﷺ کا انکار نہیں بلکہ قدرت الٰہیہ کا انکار ہے۔ اس لئے اللہ نے اسے لفظ سبحن سے شروع کیا۔

ایمان کی آزمائش

دو واقعات بڑی عجیب آزمائش بنے۔ ایک میں رب نے سب کو بچالیا اور ایک آزمائش میں قسمت والے بچ گئے، محروم پھنس گئے۔

تحویلِ قبلہ اور آزمائش ایمان: ایک آزمائش ہجرت مدینہ کے 18 ماہ بعد ہوئی جب دوران نماز حضور ﷺ کے قلب اطہر میں قبلہ کی تبدیلی کی خواہش آئی اور آپ نے حالت نماز میں چہرہ انور بار بار اوپر اٹھایا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے جواب آیا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا.فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (البقرہ: ۱۴۴)

''(اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رخ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں سو ہم ضرور بالضرور آپ کو

اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے"۔

جس طرف آپ راضی ہیں ہم اسی کو قبلہ بنا دیتے ہیں کیونکہ میری ذات تو کسی خاص سمت کی محتاج ہے ہی نہیں ہم تو آپ کی خواہش اور مرضی کو دیکھتے ہیں جس طرف آپ چاہتے ہیں وہی قبلہ بنا دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حالت نماز میں امر الٰہی پا کر خاموشی سے رخ بدل لیا اور رخ کی تبدیلی دائیں یا بائیں طرف نہ ہوئی بلکہ مخالف سمت ہوئی جس سے صورت حال یہ ہوئی کہ حضور ﷺ کا رخ اور صحابہ کا رخ آمنے سامنے ہوگیا اور حضور ﷺ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے چلے گئے اب حضور کا چہرہ کعبہ کی سمت تھا اور مقتدیوں کا چہرہ بیت المقدس کی طرف تھا اب یہ لمحہ آزمائش کا لمحہ تھا کیونکہ حضور ﷺ نے صحابہ کو بتایا ہی نہیں کہ رخ کیوں پھیرا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ. (البقرہ: ۱۴۳)

"اور آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے صرف اسی لئے مقرر کیا تھا کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کردیں کہ کون (ہمارے) رسول کی پیروی کرتا ہے (اور) کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے"۔

یہ لمحہ آزمائش کا لمحہ تھا کہ ایک طرف قبلہ خدا ہے اور دوسری طرف رخ مصطفیٰ ﷺ ہے اور صحابہ کو وحی کے آنے کا معلوم نہیں اور حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم بھی نہیں دیا کہ وحی آئی ہے لہذا اپنے چہرے پھیر لو پس یہ آزمائش تھی تاکہ جانا جائے کہ ان کے ایمان کی بنیاد عقل و فہم ہے یا رخ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ صحابہ نے ساری سوچیں چھوڑ دیں اور رخ مصطفیٰ ﷺ کی جانب ہی اپنے چہروں کو پھیر لیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَکُمْ. "اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارا ایمان (یونہی) ضائع کردے"۔

گویا اگر قبلہ کو تھامے رکھتے تو ایمان ضائع ہوجاتا قبلہ کو چھوڑ کر ایمان کو بچالیا۔ آج لوگ ایمان کے لئے کعبہ کی طرف دوڑتے ہیں اور اللہ نے قرآن میں ایمان کو بچانے کے لئے کعبہ کے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ قبلے تو بدلتے رہتے ہیں جدھر مصطفیٰ ﷺ کا رخ ہے وہی قبلہ ہے۔ پس ایمان کو بچانا ہے تو مصطفیٰ ﷺ کی طرف جانا ہوگا۔

واقعہ معراج اور آزمائش ایمان: اس طرح دوسری آزمائش اللہ نے واقعہ معراج کو بنایا۔ کچے ایمان والے لوگ واقعہ معراج کو سننے کے بعد ایمان چھوڑ گئے۔ ایک اور قرآنی حوالہ جسے بہت کم معجزہ معراج کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا اسے بیان کر رہا ہوں کہ جملہ کتب حدیث اور تفاسیر میں مذکور ہے کہ وہ افراد جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے واقعہ معراج کو حضور ﷺ کی زبان سے سن کر مرتد ہوگئے اور کہنے لگے یہ بات ماننے کے قابل نہیں۔ قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَيْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ. (بنی اسرائیل: ۶۰)

"اور ہم نے تو (شب معراج کے) اس نظارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے (ایمان والے مان گئے اور ظاہر بین الجھ گئے)"۔

یعنی اے حبیب ہم نے جو شب معراج آپ کو مشاہدہ کروایا یہ لوگوں کے ایمان کے لئے آزمائش بن گیا کہ کون آنکھیں بند کرکے واقعہ معراج پر ایمان لاتا ہے اور کون معجزہ پر ایمان لاتا ہے اور کون اپنی عقل کی بات مانتے ہوئے

اس معجزہ کا انکار کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے اگر واقعہ معراج بطور خواب ذکر کیا ہوتا تو کیا کوئی مرتد ہوتا، نہیں کیونکہ خواب کو نہ ماننے میں کوئی امر مانع نہ تھا۔ پس ان لوگوں کے مرتد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے سارا سفر رات کو عالم بیداری میں کیا ہے۔

اس موقع پر دو گروہ ہوگئے ایک وہ جنہوں نے اس واقعہ کو عقل پر پرکھا اور دوسرے وہ جنہوں نے عشق پر پرکھا۔ جنہوں نے سمجھ پر پرکھا، وہ مرتد ہوگئے چونکہ بات خواب کی ہو نہیں رہی تھی۔

سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سفر معراج عالم بیداری میں کیا یا عالم خواب میں اس سلسلے میں صحیح معلومات کس کو تھیں؟ براہ راست سننے والوں کو صحیح خبر تھی یا آج کل کے نام نہاد علماء کو جو معراج کو عالم خواب کا واقعہ قرار دیتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ صحیح خبر انہی کو تھی جو براہ راست سن رہے تھے اور عقل پر پرکھ کر، سن کر مرتد ہوگئے کیونکہ اگر خواب ہوتا تو مان لیتے، مرتد اس لئے ہوئے کہ حضور ﷺ نے بیداری کا ذکر کیا تھا۔ پس عقل والے مارے گئے اور عشق والے بچ گئے۔

معجزہ معراج اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی بن سنے تصدیق

حدیث مبارکہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس گروہ کفار آیا اور کہنے لگے: ”کہ آپ کے نبی محمد ﷺ نے دعویٰ کر دیا ہے کہ میں راتوں رات مسجد حرام سے اقصیٰ اور پھر آسمانوں تک گیا اور معراج کر کے واپس آ گیا“۔ امام قرطبی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ بولے انتم تکذبون علیہ. ”تم ان پر جھوٹ بولتے ہو انہوں نے یہ نہیں کہا ہوگا“۔ معلوم ہوا کہ اگر خواب کی بات ہوتی تو کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ انہیں یہ نہ کہتے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ عالم بیداری کا بیان ہو رہا تھا اس لئے فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کفار بولے: یا ابابکر ھا ھو جالس فی المسجد ویحدث اصحابه. ”جاؤ سن لو وہ مسجد میں بیٹھے ابھی بھی اپنے اصحاب کو بتا رہے ہیں“۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے کہا ھو یحدث اصحابه الآن ”وہ اپنے ساتھیوں کو اس وقت بھی بتا رہے ہیں۔“ انہوں نے کہا کہ نعم ھو یحدث ”ہاں وہ بیان کر رہے ہیں“۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا واللہ لو کان ھذا صَدَقَ ”خدا کی قسم اگر محمد ﷺ نے یہ کہا ہے تو سچ کہا ہے“۔ اس پر کفار بولے یا ابابکر ھل انت تصدقه بغیر ان تسمع عنه ”اے ابا بکر کیا آپ ان سے سنے بغیر ان کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں“ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جواب دیا: ”خدا کی قسم یہ تو معراج کی بات ہے میں نے تو اس سے بھی عجیب تر بات ان سے سن کر تصدیق کر دی تھی“۔ انہوں نے کہا وہ کونسی عجیب بات ہے؟ سیدنا صدیق اکبرؓ نے کہا کہ یہ تو مصطفیٰ ﷺ کا لامکان تک جانا اور واپس آنا ہے اس کی تصدیق پر آپ کو تعجب ہو رہا ہے ہم نے تو بغیر دیکھے، مصطفیٰ ﷺ سے سن کر خدا کو مان لیا ہے، انہوں نے کہا کہ خدا ہے ہم نے ان کی بات پر لبیک کہا اور کہا ہاں ہے، انہوں نے خدا کے ایک ہونے کا کہا ہم نے اسے بھی مان لیا۔ ہم نے تو خدا کا ہونا مصطفیٰ ﷺ کے کہنے پر مان لیا ہے، یہ باتیں تو چھوٹی باتیں ہیں۔

اس مکالمہ کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ، حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں حضور ﷺ واقعہ معراج بیان کر رہے تھے، عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی یہ واقعہ سنائیں پھر حضور ﷺ بتانے لگے اور ہر جملہ پر صدیق اکبر کہتے صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ”آپ نے سچ فرمایا ہے یا رسول اللہ“ جب بیان مکمل ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا یا ابابکر انت صدیق ”اے ابوبکر آپ صدیق ہیں“ پس حضرت ابوبکر صدیق کو صدیق ماننے والو یہ بھی جان لو کہ وہ صدیق بنے کیسے؟

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضور ﷺ کے عالم بیداری میں معراج کی بن سُنے تصدیق کرنے پر صدیق ہوگئے۔

واقعہ معراج النبی ﷺ ۔۔۔ اندازِ بیاں میں تبدیلی کی حکمت

مذکورہ آیت کریمہ سبحن الذی اسری انداز خطاب تین بار بدلا ہے۔

ابتداء صیغہ غائب سے کیا ارشاد فرمایا سبحن الذی اسری بعبدہ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو سیر پر لے گئی۔ اس کے بعد خطاب کا انداز یکا یک بدل ڈالا، ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا. وہ مسجد اقصیٰ جس کے اردگرد کو ''ہم'' نے مبارک کردیا ہے پہلے ''وہ'' تھا اب ''ہم'' ہوگئے۔ بات ''وہ'' سے شروع کی اور پھر صیغہ میں تبدیل کرکے بارکنا فرمایا ''ہم نے برکت دی'' اس کے بعد پھر خطاب بدل ڈالا اور ارشاد فرمایا انہ هو السمیع البصیر بے شک وہ، وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ابتداء ''وہ'' سے کی، درمیان میں ''ہم'' ہوا پھر آخر پر ''وہی'' ہوگیا۔

پاک ہے وہ ذات۔۔۔ ہم نے برکت دی۔۔۔ وہ اور وہی سننے دیکھنے والا ہے۔۔۔ آیت کریمہ میں تین دفعہ صیغہ بدلنے کی دو حکمتیں ہیں۔

پہلی حکمت: معراج کا سفر تین مرحلوں میں ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا عالم ناسوت کا سفر اس کو ''وہ'' کہہ کر بیان کیا۔۔۔ آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک عالم لاہوت اور جبروت کے سفر کو ''ہم'' کہہ کر بیان کیا۔۔۔ اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد کا سفر جب براق بھی رہ گیا، رفرف آیا وہ بھی رہ گیا اور پھر بقعہ نور آیا، بالآخر وہ بھی رہ گیا۔۔۔ اور پھر وہ مقام آیا کہ جب کچھ بھی نہ تھا صرف وہ (اللہ) تھا اور یہ (محمدؐ) تھا۔ صرف خدا تھا اور مصطفیٰ تھا اور کچھ نہ تھا، وہاں تجرید و تفریق کی طرف آگئے، وہاں کوئی اور سننے والا نہ تھا، وہ بولتا تھا اور یہ سنتا تھا۔۔۔ وہاں کوئی اور دیکھنے والا بھی نہ تھا، وہ دیکھتا تھا تو یہ دکھائی دیتا تھا اور یہ دیکھتا تھا تو وہ دکھائی دیتا تھا۔۔۔ جلوہ خدا تھا اور نگاہ مصطفیٰ ﷺ تھی، اور اسی طرح جلوہ مصطفیٰ ﷺ تھا اور نگاہ خدا تھی۔ اس سفر کو انہ هو السمیع البصیر کے ذریعے بیان کیا کہ وہ اور صرف وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ ایک اشارہ اپنی طرف کردیا اور ایک اشارہ محبوب مصطفیٰ ﷺ کی طرف کردیا۔

حضور ﷺ نے اللہ کو کیسے دیکھا؟

معراج پر ہونے والے ایک اور اعتراض کا جواب اس آیت کریمہ میں خود رب کائنات نے دے دیا۔ جنہوں نے کہا کہ معراج پر محمد مصطفیٰ ﷺ گئے کیسے؟ انہیں جواب سبحن الذی کہہ کر دے دیا کہ انہیں تو میں لے کر گیا ہوں۔ جنہوں نے کہا کہ مصطفیٰ نے دیکھا کیسے؟ کیونکہ خدا تو دکھائی نہیں دیتا۔ اسے دیکھا نہیں جاسکتا۔ جنہوں نے مقام ''قاب قوسین او ادنیٰ'' پر اعتراض کیا، تو اللہ نے انہیں جواب دیا کہ اگر مصطفیٰ ﷺ دیکھتے اپنی آنکھ سے، تو پھر اعتراض درست تھا۔۔۔ اور اگر مصطفیٰ ﷺ سنتے اپنے کان سے تو اعتراض درست تھا کہ کیسے سنا۔۔۔ مگر سنا مصطفیٰ ﷺ نے مگر کان میرا تھا۔۔۔ جب مصطفیٰ مجھے دیکھ رہے تھے اس وقت جلوہ بھی میرا تھا اور بصارت بھی میری تھی۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ نے مجھے، مجھ سے دیکھا۔۔۔ اور مصطفیٰ ﷺ نے مجھے، مجھ سے سنا۔۔۔ مصطفیٰ نے مجھے، میری آنکھ سے دیکھا اور مجھے میرے کان سے

سنا۔۔۔ یہ اشارہ انہ ھو السمیع البصیر میں ہے۔ ذات مصطفیٰ کی تھی مگر سمع و بصر خدا کے لباس پہنا دیئے تھے۔ گویا اس آیت میں اللہ نے ابتداء کے اعتراض کہ گئے کیسے؟ کو بھی رد کیا اور انتہا کے اعتراض کہ دیکھا کیسے؟ کو بھی رد کیا۔

دوسری حکمت: آیت مبارکہ میں تین صیغوں کے بدلنے کی ایک حکمت خاص بھی ہے۔ جب فرمایا سبحن الذی کہ پاک ہے وہ ذات صیغہ غائب سے بات کی، تو یہ مرحلہ تفرقہ تھا۔ یہ تصوف اور معرفت کی خاص اصطلاح ہے، فرق، ہجر، جدائی کے مفہوم کو سموئے ہوئے تفرقہ عشق ہے، تفرقہ تعلق ہے۔ پھر فرمایا بارکنا حولہ ''ہم نے برکت دی'' تفرقہ مٹا دیا اور یہ ''مقام جمع'' کا ذکر فرمایا اور ان دونوں مقاموں تک اولیاء بھی پہنچے اور انبیاء بھی پہنچے پھر فرمایا انہ ھو السمیع البصیر جب اس مقام تفریق و تجرید پر پہنچے تو یہ ''مقام جمع الجمع'' ہے اور یہ مقام صرف مصطفیٰ ﷺ کو نصیب ہوا اور جب اس مقام پر پہنچے تو لے جانے والے جبرائیل بھی رہ گئے اور سواری بھی رہ گئی۔

مقام مصطفیٰ ﷺ بشریت و نورانیت سے ماوراء

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سواری نے ایک مقام پر جا کر رہ ہی جانا تھا تو شروع سے سواری بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی جیسے آگے لے جا رہا ہے ویسے ہی شروع سے لے جاتا۔ حقیقت میں مخلوق کو یہ دکھانا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ مقام مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جھگڑیں گے۔۔۔ کوئی انہیں مقام بشریت تک محدود کرتا ہوا نظر آئے گا اور کوئی انہیں صرف نور کہے گا۔ مصطفیٰ کے مقام کو فقط بشریت تک محدود کرنے والو سنو! کہ بشریت مسجد اقصیٰ تک رہ گئی۔ مصطفیٰ ﷺ آگے چلے گئے، معلوم ہوا کہ بشریت، مصطفیٰ ﷺ کی شانوں میں سے ایک شان ہے، مقام نہیں ہے۔ اگر مصطفیٰ ﷺ کا مقام صرف بشریت ہوتا تو مسجد اقصیٰ سے آگے نہ جاسکتے پس بشریت، مصطفیٰ ﷺ کا مقام نہیں بلکہ بشریت کا مقام مصطفیٰ ﷺ کے قدموں میں ہے۔

مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو فقط نورانیت میں بند رکھنے والو! دیکھو جبرائیل اور براق جو نور ہیں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے اور مصطفیٰ ﷺ اس سے بھی آگے چلے گئے اگر مصطفیٰ ﷺ کا مقام فقط نورانیت ہوتا تو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جاسکتے۔ پس بشریت بھی، مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان اور نورانیت بھی مصطفیٰ ﷺ کی ایک شان ہیں۔ بشریت اقصیٰ میں رہ گئی، نورانیت سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئی، مصطفیٰ ﷺ آگے چلے گئے۔ معلوم ہوا یہ شانیں تھیں اور مقام اس سے اوپر ہے۔

بشریت بھی حق ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے اور حق اتنی ہے کہ اقصیٰ میں رہ گئی، نورانیت بھی حق ہے اور بشریت سے بہت آگے ہے، اس کا انکار کرنا گمراہی ہے، بدبختی ہے اور حق اتنی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑی ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ بشریت سے بھی بلند ہے اور نورانیت سے بھی بلند ہے۔ بشر بھی مصطفیٰ ﷺ سے فیض لیتا ہے، نور بھی مصطفیٰ ﷺ سے فیض لیتا ہے۔۔۔ آگے رفرف آیا مگر ایک مقام پر جب اللہ کی تجلیات بے حد ہوگئیں تو رفرف بھی رہ گیا۔۔۔ پھر بقعہ نور آیا، ایک مقام پر بقعہ نور بھی رہ گیا۔۔۔ اور پھر ایک مقام ایسا آیا کہ اور کوئی وہاں نہ جاسکا، بس ادھر خدا تھا ادھر مصطفیٰ ﷺ تھے۔۔۔ اللہ نے فرمایا۔

ثم دنی فتدلی مراد جبرائیل کا قریب ہونا نہیں بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ دنی

الجبار رب العزت فتدلیٰ ''اللہ قریب ہوا'' پس یہ غلط خیال نکال دو کہ جبرائیل قریب ہوئے، جبرائیل تو وہ ہیں جو حضور ﷺ کے نواسوں کے جھولے جھولتے ہیں۔ اس کی ایک اور تفسیر امام جعفر صادق نے کی، فرمایا ثم دنی ای دنی محمد فتدلیٰ ''کہ محمد اللہ کے قریب ہوئے''۔ دونوں تفاسیر حق ہیں، وہ محمد ﷺ کے قریب ہوا اور یہ خدا کے قریب ہوئے۔

پھر ایک مقام آیا کہ آواز آئی اے حبیب اب آپ رک جائیں حرم کعبہ سے یہاں تک آپ آئے ہیں اب آپ رک جائیں اب آگے بڑھ کر میں آتا ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت الجواہر میں اور دیگر عرفاء و اولیاء نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے آواز دی قف یامحمد ان ربک یصلی ''اے محمدؐ رک جائیں آپ کا رب آپ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے''۔

معراج کی رات اللہ نے اپنے حبیب کا استقبال درود و سلام سے کیا۔ صلی کا ایک معنی قریب ہونا ہے، معنی ہوگا کہ اے حبیب رک جایئے اب آپ کا رب خود آپ کے قریب آتا ہے۔ اس استقبال کے بعد قربتیں شروع ہوگئیں۔

حضور ﷺ کے اسماء، افعال، صفات اور ذات پر الوہی رنگ کا غلبہ

ثم دنی پہلا قرب ہوا اور یہ قرب اسماء تھا۔۔۔ فتدلیٰ۔۔۔ یہ قرب افعال تھا۔۔۔ فکان قاب قوسین ۔۔ یہ قرب صفات تھا۔۔۔ او ادنی یہ قرب ذات تھا۔ چار قرب ہوئے۔

دنی ۔۔۔ اسماء مصطفیٰ، اسماء خدا کے قریب ہوگئیں اور ان کے درمیان اتنا قرب ہوا کہ خدا کے اسماء کا رنگ، مصطفیٰ کے اسماء کے رنگ پر غالب آ گیا۔ اب اسماء مصطفیٰ کے تھے مگر رنگ خدا کے تھے، وہ رؤف تھا، یہ بھی رؤف ہوگئے۔۔۔ وہ عزیز تھا، یہ بھی عزیز ہوگئے۔۔۔ وہ رحیم تھا، یہ بھی رحیم ہوگئے۔۔۔ وہ شہید تھا، یہ بھی شہید ہوگئے۔۔۔ وہ سمیع تھا، یہ بھی سمیع ہوگئے۔۔۔ وہ بصیر تھا، یہ بھی بصیر ہوگئے۔۔۔ وہ حلیم تھا، یہ بھی حلیم ہوگئے۔۔۔ وہ علیم تھا، یہ بھی علیم ہوگئے۔۔۔ اس کے اسماء، مصطفیٰ ﷺ کے اسماء پر غالب آ گئے۔

فتدلیٰ (پھر اور قریب ہوا) اللہ کے افعال، مصطفیٰ کے افعال پر غالب آ گئے۔۔۔ اللہ کے افعال کا رنگ، مصطفیٰ ﷺ کے افعال پر چڑھ گیا۔ ذات مصطفیٰ کی رہی مگر مصطفیٰ ﷺ کے فعل، خدا کے افعال کے رنگ میں رنگے گئے۔۔۔ جب اسماء پر اسماء کا رنگ اور افعال پر افعال کا رنگ غالب آ گیا تو ارشاد فرمایا۔

فکان قاب قوسین (درمیانی فاصلہ دو کمانوں کا رہ گیا) مصطفیٰ کی صفات پر اللہ کی صفات کا رنگ غالب آ گیا۔ حضور ﷺ کی اپنی ذات کی صفتوں کا رنگ اترتا گیا اور اللہ کی صفتوں کا رنگ چڑھتا گیا۔ کوئی اعتراض کرے کہ یہ رنگ کیسے چڑھا؟ اور کیسے چڑھ سکتا ہے، اللہ نے خود فرمایا:

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة. ''اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے''۔ اسی طرح اللہ نے فرمایا تخلقوا باخلاق الله (اللہ کے اخلاق کے رنگ چڑھالو) پس اللہ کے اخلاق کے رنگ مصطفیٰ ﷺ کے خُلق پر چڑھ گئے گویا اس مقام پر اسماء مصطفیٰ ﷺ، افعال مصطفیٰ ﷺ اور صفات مصطفیٰ ﷺ پر اللہ کے اسماء، افعال اور صفات کا رنگ چڑھ چکا تھا۔ جب سارے رنگ چڑھ گئے تو فرمایا اب حبیب صرف تیری ذات رہ گئی۔ ارشاد فرمایا۔

او ادنیٰ خدا نے اس مقام پر اپنی ذات کا رنگ بھی مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر چڑھا دیا۔ اللہ کے اسماء کا رنگ، اسماء مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ اسماء مصطفیٰ کی معراج تھی۔۔۔ اللہ کے افعال کا رنگ، افعال مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ افعال مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی۔ اللہ کی صفات کا رنگ، صفات مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا یہ صفات مصطفیٰ ﷺ کی معراج تھی۔۔۔ اور بالآخر ذات خدا کا رنگ ذات مصطفیٰ ﷺ پر چڑھنا ذات مصطفیٰ ﷺ کا معراج تھا۔

جب معراج کامل ہوگئی، تو رنگ اتنا چڑھ چکا تھا کہ وہ اس رنگ کا تصور احاطہ ذہنِ انسانی میں نہیں آ سکتا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وادی قُبا میں آئے تو اس مقام پر لوگ ملنے کے لئے آئے تو کئی لوگ تذبذب کا شکار ہوگئے کہ مصطفیٰ ﷺ کون ہیں اور غلام ابوبکر صدیقؓ کون ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ سمجھ گئے کہ لوگوں کو آقا اور غلام کا فرق سمجھ میں نہیں آ رہا آپ چادر حضور ﷺ کے سر انور پر تان کر کھڑے ہوگئے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ جو چادر تان کر کھڑا ہے وہ غلام ہے اور جو تشریف فرما ہیں وہ آقا ہیں۔ اس حدیث پر بعض علماء نے یہ سمجھا کہ چادر اس لئے تانی تاکہ دھوپ سے بچاؤ ہو۔

یہ تاویل غلط ہے اس لئے کہ یہ امر مسلّم ہے کہ مصطفیٰ ﷺ پر دھوپ آتی ہی نہ تھی بلکہ بادل کا ٹکڑا اوپر سایہ کئے رکھتا تھا تو کس دھوپ سے بچانے کے لئے چادر تانی تھی۔ معلوم ہوا کہ مسئلہ دھوپ والا نہ تھا کسی اور کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور سبب بھی نہیں ہے مگر اہل ادب کے پاس اس کا ایک سبب ہے کہ لوگوں کے اس مغالطے کو کہ آقا اور غلام کون ہیں؟ دور کرنے کے لئے چادر تانی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مغالطہ لگا کیوں؟ صدیق اکبرؓ کی کیا شان کہ وہ حضور ﷺ جیسے لگیں؟ کوئی حضور ﷺ جیسا نہیں اور نہ کوئی حضور ﷺ جیسا لگ سکتا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ تین راتیں حضور ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ غارِ ثور میں تنہا گزار آئے تھے، ابوبکر صدیقؓ کی جھولی تھی اور حضور ﷺ کا سر انور تھا اور تین راتیں مسلسل صدیق اکبر کی نگاہ چہرہ مصطفیٰ ﷺ پر رہی اور مصطفیٰ ﷺ کی نگاہ چہرہ ابوبکر پر رہی اور اس توجہ اجتہادی سے، براہ راست توجہ سے چہرہ صدیق اکبر پر انوار مصطفیٰ ﷺ کا پرتو آ گیا تھا، انوار مصطفیٰ ﷺ کا رنگ ان پر چڑھ گیا تھا۔ ان تین راتوں کے مسلسل تکنے سے ایسا رنگ چڑھا کہ لوگوں کو مغالطہ ہوگیا۔ ان تین راتوں نے اتنا رنگ چڑھا دیا کہ یہ صورتحال پیدا ہوگئی اور خدا جانے کتنا عرصہ خدا قاب قوسین او ادنی کے مقام پر چہرہ مصطفیٰ ﷺ کو تکتا رہا اور مصطفیٰ ﷺ چہرہ خدا کو تکتے رہے۔

انه هو السميع البصير میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہی دیکھ رہا تھا اور وہی سن رہا تھا۔ ماذاغ البصر وماطغی... ماكذب الفواد مارای دل بھی دیکھتا رہا اور آنکھیں بھی دیکھتی رہیں اور آنکھوں نے ایسا دیکھا کہ نہ حد سے گزریں اور نہ جھپکیں۔۔۔ اس اثناء میں کتنا رنگ چڑھ گیا ہوگا۔۔۔ اس بارے صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو   اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

الحدیث

بے سہارا لوگوں کی مالی و اخلاقی امداد کے فوائد

علامہ محمد معراج الاسلام

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَاَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلِيفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ. (مسند احمد ۲/۲۳)

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کے مصائب و آلام کا خاتمہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ تنگدست اور مصیبت زدہ لوگوں کی تکلیف زائل کرے اور انہیں ذہنی سکون پہنچائے''۔

شرح حدیث

دنیا کھیتی باڑی کی جگہ ہے۔ یہاں نیکی بدی، اچھے برے، چھوٹے بڑے اور ہر قسم کے عمل کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ انسان ایک حد تک آزاد اور خودمختار ہے، اسے آزادی ہے، چاہے تو نیکی کے پھولوں سے جھولیاں بھر لے اور چاہے تو گناہوں کے کانٹوں کو دامن میں سجالے۔ اسے کسی بھی حرکت سے کوئی روکنے والا نہیں۔ عطا کردہ قوت ہر معاملے میں اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ دنیا دارالعمل اور امتحان گاہ ہے، انسان یہاں آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اسے آزادی سے نیکی اور بدی کرنے کی قوت دی گئی ہے جسے بروئے کار لاکر وہ نیکی کی صورت میں اجروثواب اور نافرمانی کی صورت میں عذاب و سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

غربت و تنگدستی اور امارت و خوشحالی بھی، اس دنیا کے دارالعمل ہونے کا ایک حصہ ہے۔ یہاں دو قسم کے لوگ بستے ہیں، ایک وہ جو آسودہ حال اور دولت مند ہیں اور ہر قسم کی آسائش و آرام سے بہرہ ور ہیں۔ دوسرے وہ جو غریب و مفلوک الحال ہیں اور زندگی کی ضروریات سے بھی محروم ہیں۔ مصائب و آلام انہیں ڈستے رہتے ہیں اور وہ زندگی یوں گزارتے ہیں جیسے دکھوں کے منوں بوجھ تلے دبی ہوئی ہو اور اس بوجھ میں تخفیف کے آثار بھی دکھائی نہ دیتے ہوں۔

انسان کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتا ہو، اسے دکھوں سے مفر نہیں، یہ الگ بات ہے کہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دکھوں سے واسطہ پڑتا ہے اور زندگی اسے پہاڑ نظر آنے لگتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مصائب و آلام سے چھٹکارا حاصل کر لے مگر وہ اس طرح گلے کا ہار بن جاتے ہیں کہ روایتی کمبل کی طرح چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ گلے کا ہار بننے والے ان دکھوں کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا کسی بھی پہلو سے وہ زندگی کے لئے عذاب بن سکتے ہیں، مسلسل ناکامیاں اور حوصلہ شکن محرومیاں

انہیں جنم دیتی ہیں اورغم کے اندھیرے تاریک غاروں میں جاگراتی ہیں۔ اقتصادی بدحالی، معاشرتی ناہمواری، عدم مساوات، ظلم وستم، ناانصافی اور ریاستی جبر بھی اس کے اسباب میں سے ہیں، جس سے انسان کا ذہنی توازن متزلزل ہوجاتا ہے اور جسمانی قویٰ اس طرح

> **عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کیا گیا کام پسندیدہ اور مقبول ہے، اس سے انسان قرب کی منزلیں طے کرتا ہوا اللہ کا محبوب بن جاتا ہے**

متاثر ہوتے ہیں کہ وہ صدیوں کا بیمار نظر آنے لگتا ہے۔ اس دکھ بھری دنیا کے سمندر میں تنکے کی طرح بہنے کے باوجود انسان ہاتھ پاؤں ضرور مارتا ہے اور یہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ دکھوں سے نجات پالے اور غموں کے بھنور سے باہر آجائے۔

اس حدیث پاک میں انسان کو غموں سے باہر آنے ہی کا گر سکھایا گیا ہے اور اس راز سے آگاہ کیا گیا ہے جو اس خواہش کی تکمیل میں اس کا مددگار بن سکتا ہے۔ جو لوگ صاحب حیثیت اور دولت مند ہیں یا کسی بھی حوالے سے مخلوق خدا کے کام آنے کی صلاحیت رکھتے ہیں انہیں بتایا گیا ہے کہ معاشرہ کے وہ لوگ جو حالات کے ستائے ہوئے ہیں، یا وسائل کی کمی کا شکار ہیں، یا مصائب و آلام اور دکھوں نے انہیں اپنے فولادی شکنجے میں کسا ہوا ہے، یا وہ حوادث و حالات کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں تو وہ ان کی دستگیری کریں۔ سر پر دست شفقت پھیریں اور اپنے مالی و اخلاقی تعاون کا یقین دلائیں اور دلاسا دیں کہ ناموافق حالات کی ساعات میں وہ خود کو تنہا محسوس نہ کریں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو اس نوع کا تعاون عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اپنی تکالیف کو بھی رفع فرماتا ہے۔ نیز اسے یہ عزت و مقبولیت بھی عطا کرتا ہے کہ جو دعا کرے اسے قبول فرماتا ہے۔

حضور ﷺ کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے سکھ کے لئے انفرادی یا اجتماعی سطح پر کیا گیا کام خواہ وہ کسی درجے میں ہو، ایک پسندیدہ اور مقبول کام ہے اس سے انسان بہر حال قرب کی منزلیں طے کرلیتا ہے اور خدمت کرتا کرتا، خود مخلوق کا مخدوم اور اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

على كل مسلم صدقة قال ارايت ان لم يجد؟ قال: "يعمل بيديه فينفع ويتصدق" قال: ارايت ان لم يستطع؟ قال: "يعين ذا الحاجة الملهوف" قال: أرايت ان لم يستطع؟ قال: "يامر بالمعروف اوالخير" قال: ارايت ان لم يفعل؟ قال: "يمسك عن الشر فانها صدقة". (متفق عليه)

"ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ صدقہ دے۔ عرض کی اگر اس کے پاس دینے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: محنت مزدوری کرے خود اپنی ضروریات بھی پوری کرے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی: اگر وہ محنت ومشقت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کسی غم زدہ حاجت مند کی امداد کرے۔ عرض کی اگر اس میں اتنی طاقت نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کو نیکی بھلائی کی تلقین کرے۔ عرض کی اگر وہ ایسا نہ کرسکے؟ فرمایا تو اس صورت میں وہ کسی کو دکھ پہنچانے سے رکے اور شرانگیزی سے باز رہے، اس کے لئے یہی چیز صدقہ بن جائے گی"۔

انسان ضرورت مند ہو اور ضرورت پوری ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو اس کے افسردہ دل پر کیا گزرتی ہے۔۔۔اس پر کس قسم کی قیامتیں ٹوٹتی ہیں؟ وہ کسی سے مخفی نہیں۔غم وفکر سے اس کی کمر دوہری ہوجاتی ہے اور راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے، ایسے غم زدہ انسان کی امداد خدمت خلق کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اس سے نہ صرف غم کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے بلکہ غمگین محتاج کو ایک نئی زندگی بھی مل جاتی ہے۔ کسی اناڑی اور بے ہنر شخص کی امداد بھی کوئی معمولی عمل نہیں ہے بلکہ دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرنے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ حضرت ابوذرؓ راوی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا:

''یارسول اللہ! کونسی چیز بندے کو آگ سے بچانے والی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان۔ عرض کی: ایمان کے ساتھ کوئی عمل بھی بتایئے جو نجات دینے والا ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ عمل یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو عطا کیا ہے اس میں سے تو اللہ کی رضا کے لئے بھی کچھ خرچ کرے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی اگر وہ شخص تنگدست ہو اور اس کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ عرض کی: اگر وہ ایسا کرنے کی صلاحیت وسکت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: کسی ایسے شخص کی امداد کردے جو نادان و بے ہنر اور اپنے فن میں اناڑی ہو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ اگر وہ خود بے ہنر ہو اور اس فن میں مہارت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: مظلوم کی امداد کردے، عرض کی: اگر وہ شخص خود کمزور ہو اور کسی مظلوم کی امداد کرنے کے قابل نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھی کی ذات میں خیر کی کوئی رمق نہ رہے۔ سنو اسے کہو، کہ لوگوں کو اذیت دینے سے بچے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ مجھے بتایئے اگر اس نے ایسا کیا تو کیا اسے یہ عمل جنت میں لے جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ان خصال واعمال میں سے ایک عمل بھی اگر کسی بندہ مومن کی ذات میں موجود ہوگا تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا''۔

حضرت جریرؓ بیان فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ قبیلہ بنومضر کے کچھ لوگ وفد کی صورت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ خستہ حالی کی باعث انہوں نے کمبل اوڑھے ہوئے تھے بلکہ ان کے درمیان سوراخ کرکے گلے میں ڈالے ہوئے تھے، معاشی بدحالی اور مالی تنگدستی ان کے چہرے بشرے سے عیاں تھی اور وہ غربت و افلاس کا چلتا پھرتا اشتہار تھے، ان کی بدحالی کا یہ عالم دیکھ کر حضور نبی پاک ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہوگیا، اسی وقت حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دے تاکہ لوگ جمع ہوجائیں اور ان کے سامنے ان غرباء کی مالی امداد کی اپیل کی جاسکے۔ حضرت بلالؓ نے اذان دی اور لوگ جمع ہوگئے تو آپؐ نے سب سے پہلے سورہ النساء کی پہلی آیت تلاوت کی، جس میں ذکر ہے کہ تمام لوگ ایک انسان کی اولاد ہیں۔ لہذا ان کا حق بنتا ہے کہ ایک دوسرے کی امداد و معاونت کریں۔ پھر آپ ﷺ نے سورہ الحشر کے تیسرے رکوع کی آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ آنے والے کل کی فکر کرے اور صدقات و خیرات کرکے اپنے مستقبل کو سنوارے، اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو ترغیب دی کہ نقدی،

> ''صبح کا آغاز ہی صدقات کے ساتھ کرو کیونکہ صدقات میں یہ قوت وتاثیر ہے کہ کوئی بلاء ان کے ہوتے ہوئے آگے نہیں بڑھتی پیچھے ہی رہتی ہے'' (حدیث)

کھانے پینے کی اشیاء، گندم، کھجور اور کپڑوں کی شکل میں اپنے بھائیوں کی امداد کریں۔ ایک شخص اٹھا اس نے رقم سے بھری ہوئی تھیلی اٹھائی ہوئی تھی۔ جو اس کے قابو میں نہیں آ رہی تھی، جب حاضرین نے اس کا یہ جذبہ دیکھا تو ان میں بھی جوش وخروش پیدا ہوگیا اور وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے وہاں نقد وجنس کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے، جب حضور ﷺ نے لوگوں کے ذوق وشوق اور تعاون کا یہ حال دیکھا تو آپ ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے کھل اٹھا اور ان کے اس طرز عمل اور امداد سے بے حد مسرور ہوئے۔

غرباء کی امداد و اعانت، اسلامی نقطہ نظر سے ایک نفع بخش سودا ہے، بظاہر مال کم ہوتا ہے اور سطح بین انسان صرف مال کے اسی حصہ کو دیکھتا ہے لیکن درحقیقت اس امداد سے اس کے باقی مال میں اتنی برکت پیدا ہوجاتی جو اسے نشوونما عطا کرتی ہے اور آفات سے بچاتی ہے اور یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ انسان امن و امان سے رہے اور اس کی زندگی میں کوئی خطرہ نہ ہو، اسی لئے حضور ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ اپنی صبح اور دن کا آغاز ہی صدقہ سے کرو تاکہ وہ دن آفات وخطرات سے محفوظ ہوجائے اور اسی طرح ہر دن امن وسلامتی کا پیغام لے کر طلوع ہو۔

یہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

باکروا بالصدقة فان البلاء لايتخطى الصدقه.

’’صبح کا آغاز ہی صدقات کے ساتھ کرو کیونکہ صدقات میں یہ قوت وتاثیر ہے کہ کوئی بلاء ان کے ہوتے ہوئے آگے نہیں بڑھتی پیچھے ہی رہتی ہے‘‘۔

انتباہ!

دنیا بھر میں کاروباری حضرات اپنے کاروبار کے فروغ اور تشہیر کے لئے مختلف اخبارات اور مجلات میں اشتہارات دیتے رہتے ہیں جس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ اخبار یا مجلّہ کسی کے کاروبار میں شراکت کا حامل ہے یا اس اخبار کی کسی کے کاروبار کو تائید و معاونت حاصل ہے۔ ماہنامہ منہاج القرآن میں بھی مختلف کاروباری حضرات اپنے کاروبار کے فروغ اور تشہیر کیلئے اشتہارات دیتے رہتے ہیں۔ یہ تمام اشتہارات انتہائی نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ تحریک اور قائد تحریک کو اپنے کاروبار کی تشہیر کے لئے بطور حوالہ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ جملہ وابستگان تحریک منہاج القرآن کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ تحریک اور قائد تحریک کا کسی کے کاروبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی تحریک اور قائد تحریک کی کسی کے کاروبار میں کسی قسم کی کوئی شراکت ہے۔ لہذا کسی ایسے شخص سے لین دین یا Investment فریقین کا ذاتی فعل ہے۔ ادارہ کسی قسم کے لین دین کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔
(ادارہ)

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: ''بوسیدہ اوراق کی حفاظت'' کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: خلافت عثمانی میں سیدنا حذیفہ فتح ارمینیہ و اذر بیجان کے زمانہ میں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں اہل عراق و شام کے ہمراہ شریک جہاد تھے۔ آپ نے لوگوں میں قرأتِ قرآن کریم کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا تھا، اس پر اظہار پریشانی کیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی، امیر المومنین!

ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری.

''اس سے پہلے کہ امت کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگے جیسے یہود ونصاریٰ نے کیا۔ اس کو سنبھال لیجئے''۔

اس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ قرآن کریم کا نسخہ (مصحف) ہمیں بھیج دیں تاکہ اسے کئی مصاحف میں ہم نقل کرلیں، پھر آپ کو یہ نسخہ واپس کردیں گے، سو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا سعید بن العاص، سیدنا عبدالرحمٰن بن الحارث بن هشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا۔ ان حضرات نے متعدد مصاحف میں اسے نقل فرمایا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تین قریشیوں سے فرمایا۔ جب کسی لفظ قرآن میں تم اور زید بن ثابت میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی زبان میں لکھنا۔ کہ قرآن انہی کی زبان میں اترا ہے سو ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب مصاحف کے نسخے تیار ہوگئے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس کردیا اور لکھے گئے نسخوں میں سے ہر علاقے میں ایک نسخہ بھیج کر ساتھ ہی یہ حکم دیدیا کہ

بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق... الخ. (صحیح بخاری، ۲: ۷۴۶)

''اس کے علاوہ کسی بھی صحیفے یا مصحف میں لکھا ہوا قرآن جلادیا جائے''۔

ہمارے فقہائے کرام نے لکھا ہے۔

المصحف اذا صار خلقا لا یقرا منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولیٰ من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة اونحو ذلک ویلحد له لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة

التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقف بحیث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضاً. المصحف اذا صار خلقا وتعذرت القراأة من لا یحرق بالنار. (فتاویٰ عالمگیری، ۵:۳۲۳ طبع ترکی)

''جب قرآن کریم پرانا ہوجائے اور پڑھا نہ جائے اور ضائع ہونے کا ڈر ہوتو اسے پاکیزہ کپڑے میں باندھ کر دفن کردیا جائے اور دفن کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی جگہ رکھدیا جائے جہاں اس پرنجاست وغیرہ پڑھنے کا ڈر ہو اور دفنانے کے لئے لحد کھودے کیونکہ اگر سیدھا گڑھا کھودا اور اس میں بوسیدہ قرآن دفن کردیا تو اوپر مٹی ڈالنے کی ضرورت پڑے گی اور اس میں ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ ہاں اگر اوپر چھت ڈال دے کہ قرآن کریم تک مٹی نہ پہنچے تو یہ بھی اچھا ہے۔ قرآن کریم جب بوسیدہ ہوجائے اور اس سے قرات مشکل ہوجائے تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے''۔

لہذا بہتر یہی ہے کہ بوسیدہ اوراق قرآن کریم کے ہوں۔ یا حدیث پاک کے یا کسی دینی کتاب کے جن میں قرآن وحدیث کے حوالے نقل کئے گئے ہوں ان کو جلایا نہ جائے اور مذکورہ بالا طریقہ سے ان کو دفنا دیا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ آج کل دفنانے کیلئے محفوظ زمین کا ملنا مشکل ہے بالخصوص شہروں میں نیز جہاں محفوظ جگہ سمجھ کر ان اوراق کو دفنایا گیا ہے، عین ممکن ہے کہ کوئی انسان لاعلمی میں اس جگہ پر پیشاب کرے اور گندے اثرات ان اوراق مبارکہ تک پہنچ جائیں۔ دریا برد کرنے میں بھی بے ادبی کا آج کل بہت امکان ہے جبکہ اختلاف وانتشار امت سے بچنے اور فتنہ وفساد کے امکانات ختم کرنے کی خاطر صحابہ کرام کی موجودگی میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کو جلوادیا اور کسی صحابی نے اس پر انکار نہ کیا۔ پس جلانے کے جواز پر جبکہ نیت قرآنی تقدس کی حفاظت کرنا ہو۔ معاذ اللہ بے ادبی کرنا نہ ہو، صحابہ کرام کا اجماع ہوچکا ہے۔ اسی لئے فقہائے کرام نے بہت نرم لہجے میں جلانے سے منع فرمایا مگر جلانے پر کوئی سخت حکم نہ لگایا، کہ اس کے جواز کی بنیاد موجود تھی۔

سوال: مسجد کے لئے جگہ وقف کرنے کے بعد اسے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جب کسی فرد یا جماعت نے کوئی غیرمنقول جائیداد اس طرح وقف کی کہ یہاں مسجد و مدرسہ بنایا جائے گا جس سے مسلمانوں کو دینی فوائد حاصل ہونگے اور اللہ پاک کی رضا حاصل ہوگی۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصل مکان، زمین، باغ، کنواں، نہر، مسافرخانہ وغیرہ مالک کی ملکیت میں رہے گا مگر اس کے منافع نیکی کے راستے میں خرچ ہونگے۔ امام اعظم فرماتے ہیں:

حبس العین علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعة علی الفقراء اوعلی وجه من وجوه الخیر بمنز او العواری.

''اصلی کو واقف کی ملکیت میں رہنے دیا جائے اور منافع کو فقیروں پر یا نیکی کے کسی مصرف میں خرچ کیا جائے جیسے عاریتاً کوئی چیز کسی کو دی جاتی ہے''۔

☆ صاحبین کے نزدیک وقف کا مطلب ہے ''اصل چیز کو اللہ کی ملکیت میں دیدینا اور اس کے فوائد بندوں کیطرف لوٹا دینا''۔ (عالمگیری، ۲:۳۵۰۔ ہدایہ مع فتح القدیر، ۵:۴۱۷)

☆ امام ابن ہمام نے وقف کی تعریف میں یہ اضافہ فرمایا:

فحبس العین علی ملک الواقف والتصدیق بمنفعتها او صرف منفعتها علی من احب.

''وقف کا مطلب ہے اصل رقبہ وقف کرنے والے کے پاس رہے اور اس کی آمدنی صدقہ کردی جائے یا اس کے فوائد جس پر وہ چاہے صرف کردیئے جائیں''۔ (ہدایہ مع فتح القدیر، ۵:۴۱۷ طبع سکھر)

☆ علامہ ابن نجیم حنفی نے فرمایا: ''وقف کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں دل پسند چیز احباب کی بھلائی میں اور آخرت میں اللہ عزوجل کی قربت حاصل کرنے میں صرف کی جائے''۔ (البحرالرائق، ۵:۱۸۸طبع کراچی۔)

☆ علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی فرماتے ہیں۔

لان الوقف صدقة جارية فی سبيل الله. (بدائع الصنائع ،٦: ٢٢١ ج ٦ طبع كراچى)

''اس لئے کہ وقف اللہ کے راستے میں صدقہ جاریہ ہے''۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین لی۔ رسول اللہ ﷺ سے آکر عرض کی یارسول اللہ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے جس سے زیادہ نفیس اور قیمتی مال مجھے کبھی نہیں ملا۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر چاہو تو اصل پاس رکھو اور پیداوار صدقہ کردو!۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط پر صدقہ کیا کہ اصل زمین کو نہ بیچا جائے نہ کسی کو ھبہ کی جائے گی نہ وراثت میں تقسیم ہوگی۔ اس کی آمدنی غریبوں، رشتہ داروں، محکوموں کی گردنیں چھڑانے میں اور اللہ کی راہ میں، مہمان، مسافر پر خرچ کی جائے گی۔ اس کے منتظم پر کچھ گناہ نہیں کہ دستور کے مطابق اس سے کھائے۔ یا دوست کو کھلائے، مال نہ بنائے۔ (بخاری، ۱:۳۸۹)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مکان وقف کیا جب کبھی آتے تو اس میں ٹھہرتے۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے کئی مکان وقف کئے اور اپنی مطلقہ بیٹیوں کو ان میں رہنے کی اجازت دی کہ نہ کسی اور کو تکلیف دیں نہ انہیں تکلیف دی جائے۔ اگر کوئی شادی کرلے اور مکان کی ضرورت نہ ہے تو اس کا مکان پر کوئی حق نہ ہوگا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد محترم سے وراثت میں جو مکان حاصل کیا وہ اپنی آل و اولاد میں سے حاجت مندوں کے لئے وقف فرمادیا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں فرمایا: **لا جناح علی من وليه ان ياكل. (بخارى ، ۱: ٣٨٦)**

''جو اس کا انتظام و انصرام کرے اس پر اس کی آمدنی میں سے کھانے پر گناہ نہیں۔ جبکہ اس کا منتظم وقف کرنے والا بھی ہوسکتا ہے اور کوئی دوسرا بھی''۔

خلاصہ: ان تمام احادیث مبارکہ اور فقہی عبارات سے واضح ہوا کہ زمین وغیرہ وقف کرنے والا جس نیک مقصد کے لئے وقف کرے، اس نیک مقصد کا لحاظ کرنا لازم ہے۔ آپ نے اپنے پلاٹ پر مسجد تعمیر کی تاکہ یہاں صحیح مذہب و مسلک اھل سنت کیمطابق تعلیم و تربیت اور عبادات کا بندوبست ہو۔ اس بنیادی شرط کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے گا۔ جس طرح مسلمانوں کے معابد و مساجد و مقابر جس مقصد کے لئے تعمیر ہوئے ہیں ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، بلکہ غیر مسلموں سے جب مسلمان صلح کا معاہدہ کرلیں تو اس پر عمل لازم ہوتا ہے مثلاً

فتحت المدن علی ان لاتهدم بيعهم ولا كنائسهم داخل المدينة ولاخارجها وعلى ان يحقنوا لهم دماء هم وعلى ان يقاتلوا من ناواهم من علوهم ويلبوا عنهم. (قاضى ابو يوسف كتاب الخراج ص ١٣٨ طبع بيروت)

''عراق، مصر، شام وغیرہ کے کئی شہر فتح ہوئے اس شرط پر کہ ان کے کلیسا اور گرجے منہدم نہیں کئے جائیں گے۔ نہ شہر کے اندر نہ شہر سے باہر اور اس پر کہ ان کے خون محفوظ ہونگے۔ اور ان کے دشمنوں سے لڑیں گے اور ان کا دفاع کریں گے''۔

اندازہ کریں جب غیر مسلموں کے معابد پر ہم قبضہ نہیں کرسکتے۔ انہیں ڈھا گرا نہیں سکتے تو بھلا مسلمانوں نے جو زمین اپنی عبادت کے لئے وقف کی اسے کیسے دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرسکتے ہیں؟

❀❀❀❀❀

وظائف و اوراد

معزز قارئین! تحریک منہاج القرآن دورحاضر میں اصلاح احوال اور احیائے اسلام کی عظیم علمی، فکری اور روحانی تحریک ہے۔ قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جملہ مسلمانوں کے لئے خیرخواہی، نفع بخشی اور فیض رسانی کے عمل مسنون میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ بہت سارے احباب شیخ الاسلام سے اپنے روحانی معاملات اور ظاہر وباطن کے امراض کی دوری کے لئے رہنمائی طلب کرتے رہتے ہیں مگر حد درجہ مصروفیات کی بناء پر ہر طالب کے مسئلے کا جواب دینا ممکن نہیں ہوتا۔ لہذا شیخ الاسلام کی ہدایات کے مطابق احباب کے مسائل کے حل کے لئے روحانی وظائف و اوراد کے عنوان سے ماہنامہ منہاج القرآن میں ایک سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ آپ بھی اپنے روحانی مسائل کے حل اور ظاہر وباطن کی امراض کی دوری کے لئے سوال بھیج کر رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: عرصہ دراز سے میرے والد محترم مختلف جسمانی تکالیف بخار، سر درد، کمر درد، ٹانگوں اور گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ ادویات سے خاطر خواہ افاقہ نہیں ہورہا اس سلسلے میں آپ سے درخواست ہے کہ ان جسمانی دردوں اور مختلف تکالیف سے رہائی کیلئے وظائف و اوراد تجویز فرمائیں۔ (عبدالعزیز۔ آزاد کشمیر)

جواب: اگر بخار ہو، جسم میں دردیں ہوں یا کسی قسم کی اور تکلیف ہو تو اس کے لئے درج ذیل وظیفہ مفید اور مؤثر ہے:

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ○ (الانبیاء، ۲۱:۶۹)

✿ اس وظیفہ کو ۱۱ بار یا ۴۰ بار پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھنے سے برکت میں اضافہ ہوگا۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ایک تسبیح (۱۰۰ مرتبہ) پڑھ کر دم کریں۔

دوسرا وظیفہ: بخار، درد اور دیگر جسمانی تکالیف کے لئے درج ذیل وظیفہ بھی مفید و مؤثر ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے:

بِاسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ شَيْئٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَ عَيْنٍ حَاسِدٍ، بِاسْمِ اللهِ اَرْقِيْكَ وَاللهُ يَشْفِيْكَ۔ (سنن ترمذی، ۳:۳۰۳، رقم: ۹۷۲)

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

تیسرا وظیفہ: جسمانی دردوں خصوصاً بخار کے لئے درج ذیل وظیفہ مفید و مؤثر ہے، خود حضور نبی اکرم ﷺ یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

بِاسْمِ اللهِ الْكَبِيْرِ، اَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ، مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

وظائف و اوراد کرنے کی شرائط

ان وظائف و اوراد کے کرنے والے شخص پر لازم ہے کہ

☆ اللہ، اس کے رسول ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ اور اولیائے کرامؒ سے محبت وتکریم کرے۔

☆ ہمہ وقت طہارت اور وضو سے ہو۔

☆ نماز پنجگانہ کا پابند ہو۔

☆ زبان کو بری اور لغو باتوں سے محفوظ رکھے۔

☆ صدقہ وخیرات کی کثرت کرے۔

☆ اللہ کی مخلوق سے اپنے معاملات درست رکھے۔

☆ تقویٰ، امانت و دیانت اور اخلاقی اقدار کو اپنا کردار بنائے۔

☆ اللہ کے ذکر اور حضور ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کرے۔

☆ وقت، جان اور مال کی قربانی کے ذریعے اسلام کی خدمت کرے۔

(سنن ترمذی، ۴: ۵۰۵، رقم: ۲۰۷۵)

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

چوتھا وظیفہ: یہ وظیفہ بھی بخار سے نجات کے لئے مفید ہے:

اَسْاَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ۔ (سنن ترمذی، ۴: ۴۱۰، رقم: ۲۰۸۳، عن ابن عباسؓ)

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر مریض پر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

سوال: نظر کے شر یعنی نظرِ بد سے بچاؤ کیلئے کوئی وظیفہ تجویز فرمائیں۔

جواب: شیطانی اثرات میں سے ایک اثر نظرِ بد کا لگنا بھی ہے اس سے پناہ مانگنا سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نظرِ بد سے حفاظت کے لئے حسنین کریمین علیہما السلام پر درج ذیل وظیفہ سے دم فرمایا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ (سنن ترمذی، ۳: ۵۷۷، رقم: ۲۰۶۰)

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کروا سکتے ہیں۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

دوسرا وظیفہ: شرِ نظر سے نجات کے لئے یہ وظیفہ بھی مفید اور مؤثر ہے: سورۃ الفاتحہ (مکمل) اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)۔ یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

تیسرا وظیفہ: شرِ نظر سے نجات کے لئے یہ وظیفہ بھی مفید اور مؤثر ہے: سورۃ الفاتحہ (مکمل) اور چہار قُل (مکمل سورتیں)۔ یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

چوتھا وظیفہ: شرِ نظر سے بچاؤ کے لئے یہ کلمات بھی خاص تاثیر رکھتے ہیں:

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار، ۱۱ بار یا ۴۰ بار پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

پانچواں وظیفہ: شرِ نظر سے بچاؤ کے لئے ان آیات کا وظیفہ بھی مفید اور مؤثر ہے:

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ۝﴾ (الملک، ۶۷: ۳-۴)

یہ وظیفہ ۳ بار، ۷ بار، ۱۱ بار یا ۴۰ بار پڑھ کر دم کریں۔ پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔ حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔ اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو ۱۰۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

وضو کے سائنسی فوائد

ایس ایم نور

سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ نباتات، جمادات، حیوانات اورانسانی زندگی ایک برقی نظام کے تحت رواں دواں ہے۔ انسانی جسم سے حاصل ہونے والی بجلی ایک ٹارچ یا پاکٹ سائز ریڈیو چلانے کیلئے کافی ہے۔ قدرت کا یہ عجیب سربستہ راز ہے کہ انسان کے اندر بجلی پیدا ہوتی رہتی ہے اور پورے جسم میں دورہ کرکے پیروں کے ذریعہ ارتھ (Earth) ہوجاتی ہے۔ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی لاصلوۃ الا بطھور نماز کے لئے جو بندہ وضو کرتا ہے تو روشنیوں کا بہاؤ عام ڈگر سے ہٹ کر اپنی راہ تبدیل کرلیتا ہے۔ وضو کے ساتھ ہمارے اعضاء سے برقی روئیں نکلنے لگتی ہیں اور اس عمل سے جسمانی اعضاء کو ایک نئی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ وضو کے دوران کئے جانے والے اعمال طبی اور سائنسی نکتہ نگاہ سے کیا فوائد وثمرات سمیٹے ہوئے ہیں۔ آیئے ان کا جائزہ لیں۔

ہاتھ دھونا

☆ ہاتھ دھونے سے ہاتھوں پر موجود جراثیم اور گندگی دور ہوتی ہے۔

☆ انسان بہت سی پیٹ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ انسان ہر چیز اپنے ہاتھوں سے ہی کھاتا ہے لہذا ہاتھوں کی صفائی ہر قسم کے جراثیم سے چھٹکارا دلاتی ہے۔

☆ پرانے مسلمان اطباء اور حکماء کا کہنا ہے کہ جسم کے جس حصے کو وافر خون ملتا رہے گا وہ حصہ طاقتور ہوتا جائے گا۔ رب رحمٰن نے وضو میں تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم اسلئے دیا کہ وافر پانی گزرنے سے وہاں پر بدن کی قوت مدبرہ اور حس بیدار ہو کیونکہ جب ٹھنڈا پانی وہاں پڑے گا تو زیادہ سے زیادہ خون پانی کے جھٹکے کا مقابلہ کرنے کے لئے آنا شروع ہوگا یوں تین مرتبہ ہاتھوں کو غسل دینے سے نہ صرف ان کا میل کچیل دور ہوگا بلکہ وافر خون کی آمد سے وہ مضبوط اور خوبصورت ہوں گے۔

☆ انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں ایسا حلقہ بنالیتی ہیں جس سے اندرونی برقی رو کا نظام تیز ہوجاتا ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت اور نورانی ہوجاتے ہیں۔

کلی کرنا

کلی کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے، بدبو دور ہوجاتی ہے، دانتوں اور مسوڑھوں کے ساتھ چمٹے ہوئے غذا کے ذرات دُھل جاتے ہیں اور خاص طور پر دانتوں کی بیماری ''پائیوریا'' جس نے آج پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ دن میں پندرہ مرتبہ کلی کرنے والے اس بیماری سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

ناک میں پانی ڈالنا

ناک سانس لینے کا واحد فطری راستہ ہے اور جس ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں اس کے اندر بے شمار امراض پھلتے پھولتے رہتے ہیں جو ناک کے راستے جسم انسانی میں باآسانی داخل ہوجاتے ہیں۔ اب اگر یہی جراثیم، دھول، گردوغبار جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعے پہنچتی رہتی ہے صبح سے شام تک پہنچتی رہے تو بہت سے امراض کا باعث بن سکتی ہے جبکہ

☆ ناک میں پانی ڈالنے سے ناک کی صفائی ہوجاتی ہے۔

☆ ناک کی منجمد بلغمی رطوبتیں رفع ہوتی ہیں جس سے سانس لینے میں آسانی رہتی ہے۔

☆ ناک میں پانی ڈالنے سے دماغ بھی تروتازہ ہوجاتا ہے۔

☆ آواز کی گہرائی اور سہانا پن پیدا ہوتا ہے۔

☆ دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا یہ غسل بہت مفید اور مجرب ہے۔

☆ ماہرینِ ہائیڈروپیتھی (پانی سے علاج) نزدیک ناک میں پانی ڈالنا بصارت کو بھی تیز کرتا ہے۔

☆ 1993 میں ہندوستان میں جذام Leprosy کے متعلق کی جانے والی جدید سروے رپورٹ کے مطابق جذام کے جراثیم Lepra سب سے پہلے ناک ہی کو اپنا مسکن بناتے ہیں۔ لہذا وہاں بھی ناک کی صفائی کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ جسے مسلمان دن میں پندرہ بار نماز کے لئے اپناتے ہیں۔

چہرہ دھونا

☆ وضو کرتے ہوئے چہرہ دھونے سے بھنویں پانی سے تر ہوجاتی ہیں اور میڈیکل اصول کے مطابق بھنویں تر کرنے سے آنکھوں کے ایک ایسے مرض کے امکانات کم ہوجاتے ہیں جس میں آنکھ کے اندر ''رطوبت زجاجیہ'' کم یا ختم ہوجاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہوجاتا ہے۔

☆ چہرہ دھونے سے چہرے کے زیریں جلد غدودوں پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ناک اور سانس کی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

☆ ایک چینی محقق آئوٹیکو کی تحقیق کے مطابق چہرہ دھونے سے پیٹ، چھوٹی آنت، سینہ، بڑی آنت وغیرہ پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی بدولت آشوب چشم، چکر آنا، کمزوری، دانتوں کی کمزوری، سردرد، تھکاوٹ، اسہال اور گھبراہٹ وغیرہ میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔

☆ چہرے کے عضلات میں چمک اور جلد میں نرمی اور لطافت پیدا ہوجاتی ہے۔ گردوغبار صاف ہوکر چہرہ بارونق و پرکشش اور بارعب ہوجاتا ہے۔ دوران خون کم وبیش ہوکر اعتدال کی شکل پیدا ہوجاتی ہے۔ آنکھوں کے عضلات کو تقویت پہنچتی ہے، چمک غالب آجاتی ہے، آنکھیں پرکشش خوبصورت اور پرخمار ہوجاتی ہیں۔

☆ چہرے پر تین بار ہاتھ پھیرنے سے دماغ بھی پرسکون ہوجاتا ہے۔

کہنیوں تک ہاتھ دھونا

☆ فن سرجری وجراحی کے ماہرین جانتے ہیں کہ ''اکحل رگ'' جس کا ایک نام ''نہرالبدن'' بھی ہے۔ دل، جگر اور جلدی بیماریوں کے رفع کرنے اور ''تصفیہ خون'' کے لئے اسی رگ کا خون نکالنا تجویز کیا جاتا ہے اور کہنی کے برابر اسی رگ پر نشتر لگا کر خون نکالا کرتے ہیں کیونکہ اس جگہ یہ رگ ظاہر ہوتی ہے۔ نیز دل وجگر کے ساتھ ساتھ اس کا اثر سارے

بدن پر بھی حاوی ہوتا ہے پس ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اس لئے مقرر ہوا کہ اس بنیادی رگ ''نہرالبدن'' کے ذریعے پانی کے مثبت اثرات پورے بدن میں نفوذ کر جائیں۔

☆ اس طرح کہنیوں تک ہاتھ دھونے سے نہ صرف جسمانی بیماریوں میں افاقہ ہوتا ہے بلکہ نفسیاتی بیماریوں مثلاً ذہن میں ناپاک خیالات کا اجتماع، ناامیدی، ذہنی کمزوری، بے جا خوف وغیرہ میں بھی نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔

☆ اس عمل سے آدمی کا تعلق براہ راست سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے قائم ہوجاتا ہے اور اس نور کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ اس طرح ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے عضلات پاک مضبوط اور طاقتور بن جاتے ہیں۔

سر کا مسح

☆ سر پر گیلا ہاتھ پھیرنے سے بالوں پر چڑھا ہوا گرد وغبار صاف ہوجاتا ہے۔ یوں دن میں پانچ مرتبہ دماغ کو ہلکی ٹھنڈک کا غسل دینے سے کھوپڑی کے اندر ڈھکے ہوئے دماغ کو تسکین ملتی ہے۔

☆ سر انسان کے تمام اعضاء میں نا صرف سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے بلکہ تمام افعال کا تعلق بھی دماغ سے ہی ہوتا ہے۔ وضو سے دماغی ارتعاشات (تحریکات) Vibrations طاقتور ہونے لگتی ہیں۔

☆ سر کے مسح سے چکر، زکام، نیند کی کمی وغیرہ میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ سر کے بال انسان کے لئے انٹینا کا کام کرتے ہیں۔ آدمی کا دماغ اطلاعات کا خزینہ ہے۔ ہمارا کھانا پینا، پیاس، نیند، خوشی کے جذبات وغیرہ ان سب کے لئے کوئی اطلاع ہو دماغ کو فراہم ہونا ضروری ہوتا ہے۔

غور فرمائیے! وضو میں سر کے مسح کے وقت ہمارا ذہن سر کے پیدا کرنے والے کی ذات میں مرکوز ہوجاتا ہے تو سر کا ہر بال ہر کثافت ومحرومی اور اللہ سے دوری کے خلاف اپنے مصدر اطلاعات کی طرف رجوع کرتا ہے۔

کانوں کا مسح

☆ مسح کرتے وقت شہادت کی انگلیاں گیلی کرکے کانوں میں ڈالتے ہیں جس سے کانوں کی صفائی ہوتی ہے۔

☆ انگلیوں کے ساتھ تری کانوں میں پہنچتی ہے اس سے سننے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ کانوں کے پیچھے جو خالی جگہ ہوتی ہے جہاں بال نہیں ہوتے اس حصے کو تر کرنے سے انسان نظر کی کمزوری سے محفوظ رہتا ہے۔

گردن کا مسح

☆ وضو میں گردن کا مسح کرنے سے جسم کو ایک خاص توانائی نصیب ہوتی ہے۔ جس کا تعلق ریڑھ کی ہڈی کے اندر حرام مغز Cerebellum-Spinal-Marrow اور تمام جسمانی جوڑوں سے ہے کیونکہ جب کوئی نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعہ برقی رونکل کر حبل الورید (Spinal Cord) میں ذخیرہ ہوجاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے گزرتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام کو توانائی بخشتی ہے۔ یاد رہے یہ وہی حبل الورید Jugular Vein ہے جس کو رگ جان بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''میں رگ جان سے زیادہ قریب ہوں''۔

☆ گردن کا مسح کرنے سے بڑھاپے میں رعشہ (سر ہلتے رہنے) کی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ جہاں گردن کا مسح کیا جاتا ہے وہیں ''میڈولا'' ہوتا ہے۔ پانی سے تر ہاتھ لگنے سے وہاں خون کی گردش تیز ہوجاتی ہے اور میڈولا میں لچک برقرار رہتی ہے۔

☆ گردن اور کانوں کی پشت پر ٹھنڈا ہاتھ پھیرنے سے ان کے اعصاب مضبوط ہوتے ہیں اور تھکان دور ہوتی ہے۔

☆ گردن کا مسح کرنے سے لو لگنا (Sun Stroke) اور گردن توڑ بخار کا خاتمہ ہوتا ہے۔

☆ چونکہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں جس سے ہمارے تمام اعضاء کام کرتے ہیں۔ لہٰذا دماغ سے بہت سی باریک رگیں Conductor بن کر آرہی ہیں جو ہماری گردن کی پشت سے ہوتی ہوئی پورے جسم کو جاتی ہیں جسم کے اس حصے کو خشک رہنے کی وجہ سے بعض اوقات ان رگوں میں خشکی (Condensation) پیدا ہوجاتی ہے جس سے بہت سی جسمانی اور نفسیاتی پیچیدگیاں جنم لیتی ہیں۔ لہٰذا ماہرین کی رائے میں دن کے مختلف اوقات میں گردن کی پشت کو متعدد بار تر کیا جانا چاہئے۔

پاؤں دھونا

☆ چونکہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے رہتے ہیں اور گردوغبار پڑتا رہتا ہے لہٰذا پاؤں دھونے سے پاؤں صاف ہوجاتے ہیں ان کا میل کچیل ڈھل جاتا ہے۔

☆ اگر پاؤں پر موزے پہنے ہوں تو ایسے میں اکثر بند جوتے استعمال کئے جاتے ہیں جن کو زیادہ دیر اگر استعمال کیا جائے تو عفونت یا سڑانڈ پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات پاؤں پک بھی جاتے ہیں ایسے میں پاؤں دھونا ان مسائل سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔

☆ ہتھیلیوں کی طرح پاؤں کے تلوؤں کا بھی تمام اعصاب خاص طور پر پیٹ، مثانہ، گردے، تلی، پتے، جگر اور تمام غدود سے تعلق بھی ہوتا ہے جس کی بدولت بھوک کی کمی، تیز بخار، اسہال، نکسیر، عرق النساء، بواسیر اور یرقان وغیرہ میں شفایابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

☆ ہم یہ پڑھ چکے ہیں کہ دماغ قبول اطلاعات کا مرکز ہے اور یہ اطلاعات عصبی برقی لہروں کے ذریعے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ اطلاع کی ہر لہر اپنا وجود رکھتی ہے اور وجود کا مطلب متحرک رہنا ہے۔ قانون قدرت ہے کہ روشنی، ہوا یا پانی کے لئے بہاؤ ضروری ہے اور کسی بہاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مظہر بنے اور خرچ ہو اس لئے جب کوئی نمازی پیر دھوتا ہے تو زائد روشنیوں (محرکات) کا ہجوم پیروں کے ذریعے (Earth) ہونے سے جسم کو اعتدال نصیب ہوتا ہے۔

وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ

ڈاکٹر ہوک نور باقی (ترک) اپنی معرکۃ الآراء کتاب قرآنی آیات اور سائنسی حقائق میں لکھتے ہیں کہ:

ایک دن آئے گا جبکہ غیر مسلم بھی اسلامی طہارت یا وضو کی ان کے حیرت انگیز فوائد اور حقائق کی بنیاد پر ضرور نقل کریں گے۔ جن کی برکات سے بغیر احساس مسلمان چودہ صدیوں سے استفادہ کرتے آرہے ہیں۔

❁❁❁❁❁

اقلیم فقر و روحانیت کے تاجدار غوث الزماں شہنشاہ ولایت

حضور پیر سید نوبت علی شاہ چشتی القادری

تذکرہ حیات

المعروف حضور لاچی منگ بابا (مانسہرہ)

صاحبزادہ سید ندیم حسین شاہ چشتی القادری

اسلام کے فروغ میں اولیائے کرام، صوفیائے عظام کا کردار اظہر من الشمس ہے۔ آج دنیا کے مختلف کونوں میں لاکھوں کروڑوں انسان جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہیں یہ انہی اولیائے کرام ،صوفیائے عظام کے بے مثال کردار و تبلیغ دین و خدمت خلق، حسن اخلاق کا مرہون منت ہے۔ ان اولیاء وصوفیاء کی روحانیت و دینی خدمت کے حوالے سے اپنے اپنے درجات اور مراتب ہوتے ہیں اور ان میں سے کسی خاص مرد حق کو مولائے کریم اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی عشق ومحبت ومعرفت کی بناء پر اپنے خاص فضل وکرم سے وہ مرتبہ عطا کرتے ہیں جن سے عوام تو کیا بلکہ خواص یعنی اولیاء اللہ بھی اکتساب فیض کر کے رفعت مراتب و منازل طے کرتے ہیں اور ان کی شہرت روحانیت و ولایت بھی دیگر اولیاء اللہ سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر خطہ عاشقاں پنجاب میں باقی بھی بڑے بڑے اولیائے کرام ہیں لیکن حضور داتا گنج بخش سید علی ہجویریؒ کے نام گرامی کو جو شہرت حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسی طرح صوبہ سندھ میں باقی اولیاء اللہ بھی بہت بڑے ہیں مگر ولایت میں جو شہرہ حضور سید عثمان مروندی المعروف حضور لال شہباز قلندرؒ کے نام نامی کو نصیب ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اسی طرح صوبہ سرحد خطہ افغاں و خراساں میں بھی دیگر بڑے بڑے اولیائے کرام کے نام بہت مشہور ہیں مگر غوث عالی صوبہ سرحد، سرتاج اولیاء خطہ افغاں والئی خراساں شہنشاہ ولایت سید السادات حضور پیر سید علی ترمذی نقوی الحسینیؒ المعروف حضور پیر باباؒ (مدفن در بونیر شریف سوات) کے نام نامی اسم گرامی کو جو شہرت حاصل ہے وہ انہی کا خاصہ ہے۔ صوبہ سرحد کے بڑے بڑے مشہور اولیاء کرام آپ کے خلفاء ہیں آپؒ کی اولاد اطہار میں بھی بہت کبار اولیاء اللہ اور سید جمال الدین افغانی جیسی مجدد ہستیاں ہو گزری ہیں۔ انہی ہستیوں کا فیضان روحانیت ہے کہ اس خطہ اہل سرحد کے اسلامی کردار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نامور عرب مورخ اور مفکر امیر شکیب ارسلان نے درج ذیل تاریخی الفاظ کہے ہیں۔

''میری جان کی قسم! اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے اور کہیں بھی اس میں رمق باقی نہ رہے تو بھی کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور ان کا عزم جواں رہے گا'' (ماخوذ از کتاب حیات پیر بابا صفحہ نمبر 22)

حضور پیر باباؒ کی اولاد مبارکہ میں سے جو عظیم بزرگ ہستیاں ہو گزری ہیں ان میں سے ایک عظیم تر بزرگ ہستی غوث زماں، شہنشاہ ولایت تاجدار اقلیم فقر و روحانیت حضور پیر سید نوبت علی شاہ چشتی القادری القلندری المعروف حضور لاچی منگ باباؒ (چھتر پلین شریف ضلع مانسہرہ) کی ہے۔

مانسہرہ شہر سے شاہراہ ریشم گلگت روڈ پر تقریباً 45یا 50 کلومیٹر کی مسافت پر پہاڑوں میں سے گزرتے ہوئے اچانک ایک سرسبز و شاداب و ہموار وادی آتی ہے جس کے اردگرد گولائی لئے ہوئے جنگلاتی پہاڑ ہیں اور درمیان میں ہزاروں ایکڑ پر مشتمل خوبصورت ترین وادی چھترپلین شریف ہے۔ جہاں آج سے تقریباً پونے تین سو سال قبل ایک عظیم الشان روحانی ہستی ہوگزری ہے جو اپنے وقت کے غوث ہزارہ ڈویژن میں شاید ہی کوئی ولی ان کے مقام و مرتبہ کی گردِ راہ تک پہنچا ہو آپؒ کی شان مبارک میں ایک شعر مشہور ہے۔

اقلیم فقر کے ہیں تاجدار لاچی منگ باباؒ — اولیا کے ہیں سردار لاچی منگ باباؒ

معمور بہ اولیا ہے سر زمین ہزارہ — سب کے ہیں سالار لاچی منگ باباؒ

آپ نے چھترپلین میں اونچی جگہ ایک گاؤں لاچی منگ شریف میں اپنی بیٹھک لگائی تھی اسی مناسبت سے وہ لاچی منگ باباؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ جہاں آج بھی سادات کا پورا گاؤں آباد ہے اور حضور بابا جیؒ کی مسجد و حجرۂ مہمانان و دیگر چلہ گاہوں کے آثار موجود ہیں۔ آپؒ قرآن و حدیث کے بہت بڑے عالم بھی تھے۔ وسطی ایشیاء کی ریاستیں بخارا و سمرقند (جو اس وقت علم کے مراکز تھے) سے طلباء درس حدیث حاصل کرنے حضور بابا جی کے پاس آیا کرتے تھے، آپ کی ساری عمر کا معمول تھا کہ دن کو روزہ سے ہوتے اور رات کو اللہ پاک کی عبادت میں کھڑے رہتے۔ آپ پوری وادی چھترپلین کے ہزاروں ایکڑ کے تن تنہا مالک بھی تھے یعنی آپ اس علاقہ کے سب سے بڑے جاگیردار بھی تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے جاگیرداری نہیں کی بلکہ فقیری کی ہے۔ آپؒ انتہا درجہ کے سخی تھے بلکہ سخیوں کے شہنشاہ تھے۔ زمینوں سے جو کچھ آتا لاچی منگ شریف میں لنگر لگا رہتا، مسافروں کے لئے حجرہ بنا تھا جہاں کئی کئی دن مسافر قیام کرتے، لنگر سے کھاتے پیتے۔ جاتے ہوئے آپ مسافروں کو زادِ راہ بھی دیتے، غریب لوگوں کی نقد خدمت بھی کرتے، آپ نے کبھی کسی سائل کو اپنے در سے خالی نہیں لوٹایا خواہ اس نے وقت کے لحاظ سے بہت بڑی دولت و جاگیر ہی کیوں طلب نہیں کی۔ اس وقت لوہے کے سکے تھے بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ نے ساری عمر ان سکوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا مریدین سے کہتے کہ پیسے کے متعلق پیارے آقا ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''ہر امت کا ایک فتنہ ہوتا ہے جبکہ میری امت کا فتنہ مال ہے''۔

لہٰذا اسے لنگر میں لگاؤ، غریبوں کی خدمت میں لگاؤ، میرے نزدیک مت لاؤ کہیں میری اس سے محبت نہ پیدا ہوجائے، میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے علاوہ کسی اور چیز کی جگہ نہیں۔ ایک مرتبہ کہیں غلطی سے آپ کی انگلی مبارک، ان سکوں سے لگی تھی، ساری عمر اسے پتھر اور دیوار پر رگڑتے رہے کہ اس گندی چیز سے میری انگلی کیوں لگی ہے۔ آپ نے اپنی جاگیر کا بیشتر حصہ اپنے مریدین میں سے ان لوگوں میں تقسیم کیا جن کی جائیداد نہیں تھی۔ آپ اپنے مریدین و معتقدین و محبین کے متعلق فرمایا کرتے تھے یہ بھی میری روحانی اولاد ہے جس طرح خونی اولاد میری وراثت میں شامل ہے یہ بھی اسی طرح جائیداد و مال دولت میں شامل ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جن کی چھترپلین میں آج چھ گاؤں سادات برادری اولاد آباد ہے۔ آپ ایک گاؤں نصردی میں اونچی جگہ درختوں میں چلہ کش ہونے اور نوافل پڑھنے جایا کرتے تھے، وہاں اردگرد پانی نہیں تھا۔ آپ نے اپنا عصا مبارک زمین پر مارا تو وہاں سے ایک پانی کا

> ''ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے مگر کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا''

ہزاروں ایکڑ اراضی کے مالک ہونے کے باوجود فقر و درویشی کی زندگی گزاری

چشمہ ابل پڑا آج بھی پورے علاقہ چھترپلین میں سے جہاں کہیں سے بھی پانی کم ہوجائے مگر اس چشمہ کرامت سے پانی کم نہیں ہوتا اور یہ بھی حضور بابا جیؒ کی کرامت ہے کہ چھترپلین کا پانی ٹھنڈا و میٹھا ہوتا ہے اور اس کی آب وہوا تمام علاقوں کی بہ نسبت زیادہ خوبصورت و شاندار ہے۔ آج بھی ان کا مزار شریف مرجع خلائق ہے بڑی دور دور سے زائرین اولیائے کرام بھی حاضر ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔ آپؒ کے مزار شریف کی خاصیت ہے کہ جو آدمی جس مقصد کے لئے آپ کے دربار عالیہ میں آیا ہے خالی نہیں لوٹا چونکہ آپ شہنشاہ سخاوت ہیں جیسے آپ نے اپنی پوری زندگی میں کسی سائل کو مایوس و خالی نہیں لوٹایا اپنی اسی سنت و روایت کو پسِ وصال بھی قائم رکھا ہوا ہے۔ اللہ پاک اپنے اس سخی بندے کی سخاوت کی لاج رکھے ہوئے ہے جو آدمی جس مقصد کے لئے مولائے کریم سے آپ کے مزار اقدس و وجودِ مقدسہ کے وسیلہ جلیلہ سے جو دعا مانگتا ہے اللہ پاک وحدہٗ لاشریک ذات اپنے اس محبوب بندے کے جودوسخا کا بھرم رکھتے ہوئے اس کی ہر جائز دعا و حاجت کو پورا کرتے ہیں۔ جو روحانیت فقر و معرفت الٰہی و عشق رسول ﷺ کی دولت انمول کی باکمال طلب لیکر آتا ہے ولی اللہ بن کر لوٹتا ہے۔ بہت عرصہ قبل شہنشاہ چشتیہ و شہنشاہ ولایت سلطان الہند حضور خواجہ خواجگان سید معین الدین چشتی اجمیریؒ کی روحانی ہدایت پر ایک شخص اجمیر شریف سے آیا تھا چالیس دن حضور بابا جیؒ کے مزار شریف پر چلہ کش ہوکر روشن ضمیر و کامل ولی اللہ بن کر اجمیر شریف واپس لوٹا۔ اس سے اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں اور خلفاء میں حضور خواجہ غریب النوازؒ کے ہاں حضور پیر سید نوبت علی شاہ چشتی المعروف حضور لاچی منگ باباؒ کو کتنی اہمیت و قربت و حضوری و نسبت خاص کی دولت حاصل ہے۔ اس سے حضور بابا جیؒ کے مقام و مرتبہ کا بھی تعین ہوتا ہے اور سید السادات حضور خواجہ غریب النوازؒ کی اپنے اس قابل فخر روحانی و خونی بیٹے پر خاص نظر کرم کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حضور بابا جیؒ کو بارگاہ غوثیت مآب میں بھی خصوصی نسبت، نظر کرم و حضوری کی دولت عظمیٰ نصیب ہے۔ ہم اپنے خاندان سے بزرگ حضرات و خواتین کی زبان مبارک پر حضور سیدنا غوث پاکؓ کی محبت و عقیدت کا تذکرہ اور غوث الاعظم دستگیر سے استعانت مجازی کا نعرہ مستانہ بچپن سے سنتے آئے ہیں جو انہیں حضور بابا جی سے ورثہ میں ملا ہے۔ اس کے علاوہ آپ شہنشاہ جذب و مستی حضور لال شہباز قلندرؒ سے بھی خصوصی نسبت رکھتے ہیں۔ حضور بابا جی کی اولاد میں اکثر باشرع اولیاء اللہ کے علاوہ بعض اولیاء مجذوب بھی گزرے ہیں جو حضور لال شہباز قلندرؒ کی خصوصی نظر کرم و فیض عنبرین کا ثبوت ہے۔ یہ بات بھی حضور بابا جی کے مقام و مرتبہ پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی اولاد میں ہر دور میں کوئی نہ کوئی صاحب کشف و کرامت بزرگ و کامل ولی اللہ ضرور رہتا ہے۔

حضور بابا جی کی عشق الٰہی و عشق رسول ﷺ، تعلق باالقرآن، اتحاد امت، تجدید و احیائے دین و مصطفوی انقلاب کے عظیم مشن تحریک منہاج القرآن اور مخلص وابستگان و قائدین تحریک پر جو خاص نظر کرم و عنایت و شفقت ہے اس کا تذکرہ کئے بغیر حضور بابا جیؒ کا ذکر مبارک نامکمل رہتا ہے۔

راقم ناچیز کو جو حضور بابا جی کے دربار عالیہ سے خصوصی روحانی نسبت غلامی و نظر خاص نصیب ہے اس کی بدولت ناچیز حلفاً یہ کہتا ہے کہ ناچیز خادم جب بھی مشن کے لئے محنت و تگ و دو کرتا ہے حضور قائد محترم سے محبت و نسبت غلامی ان کی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو محسوس کرتا ہے کہ حضور بابا جی کی روح مبارک خوش ہوتی ہے وہ اپنا فیض و نظر کرم عطا کرتے ہیں اور جب کبھی خدانخواستہ مشن و قائد سے نسبت غلامی میں ذرا بھر بھی کمی واقع ہوتی ہے تو بھی

ناچیز کو محسوس ہوتا ہے کہ جد امجد حضور بابا جیؒ کی روح مبارک ناراض ہوگئی ہے ایک مرتبہ قائد انقلاب کی خواب میں مجھ عاجز راقم کو زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے مجھ سے از راہ محبت و شفقت دریافت کیا ''آپ سید ہیں'' میں نے جواباً کہا ہاں حضور ہم سید ہیں۔ (غوث عالی صوبہ سرحد) سید علی ترمذی المعروف حضور پیر باباؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ (میں نے چونکہ اپنے جواب میں بڑے بزرگ وجد امجد سے اپنی نسبت کا ذکر کیا تھا مقامی بزرگ حضور لاچی منگ باباؒ سے اپنی نسبت اولاد ہونے کے حوالے سے تعارف نہیں کرایا تھا چنانچہ مجدد وقت نے اپنی زبان مبارک سے حضور بابا جیؒ کے مقام و مرتبہ کا ہمیں احساس و توجہ دلاتے ہوئے میرے جواب کے بدلے میں فرمایا)

''ہاں وہ تو ہیں مگر آپ کے ادھر چھترپلین میں جو جد امجد ہیں وہاں آپ محفل ذکر نعت کیوں منعقد نہیں کرتے''۔ (ادھر اپنی نسبت کو زیادہ قوی بنائیں یہ بھی کوئی معمولی ہستی نہیں ہیں)

حضور بابا جیؒ کی مشن سے اس محبت و شفقت کے باعث راقم الحروف نے حضور بابا جیؒ کی روحانی رضا مندی و خواہش کے پیش نظر آپ کی مسجد مبارکہ کی از سر نو تعمیر اور آپ کی درسگاہ منہاج العرفان کی تعمیر کے لئے کام کا آغاز کر دیا ہے۔ انشاء اللہ یہ پورے صوبہ سرحد و ہزارہ ڈویژن میں اصلاح احوال، احیائے اسلام اور اقامت دین و مصطفوی انقلاب کا عظیم مرکز بنے گا اور لاکھوں لوگ یہاں سے حضور بابا جیؒ کی روحانیت و فقر اور مشن تحریک منہاج القرآن کی تعلیمات کا فیض پاتے رہیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک حضور بابا جیؒ کی روحانیت اور مشن کے فیض کو پیارے آقا ﷺ کے طفیل تا قیامت جاری رکھے اور حضور بابا جیؒ کو اولیاء میں منفرد و ممتاز مقام عطا کرے۔ آمین

❀❀❀❀❀